کلمہ حق

نئے عمرانی معاہدہ کا نعرہ
اور
علماء و مشائخ کا سیاسی کردار

روزنامہ جنگ لندن (۲۵ اگست ۹۲ء) میں شائع شدہ ایک رپورٹ کے مطابق قومی اسمبلی آف پاکستان میں اپوزیشن کی لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنے ایک حالیہ انٹرویو میں کہا ہے کہ۔

"ہم ایک نئے عمرانی معاہدے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور ہمارے خیال میں ملک کو ایک نئی سوچ کی ضرورت ہے ہمیں ایک سماجی انقلاب کی ضرورت ہے میں چاہتی ہوں کہ تعلیم، صحت اور دیہی علاقوں کی ترقی پر زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کی جائے ہمیں خواتین کی ترقی کے منصوبوں اور اقلیتوں کی ترقی کے پروگراموں پر پیسے خرچ کرنا چاہئیں، ہمیں خاندانی منصوبہ بندی پر توجہ دینی چاہیے اور جب تک ہم لوگوں کو تعلیم نہیں دیں گے، عوام کی تربیت نہیں کریں گے تب تک عوام کی صلاحیت سامنے نہیں آسکیں گی خالی یہ بات نہیں بلکہ میں تو علماء اور مشائخ سے اپیل کرتی ہوں کہ آپ سیاسی پارٹیوں سے دور رہیں، آپ اپنا کردار طے کریں، آپ کا کردار غیر سیاسی ہونا چاہیے، آپ لوگوں کو اخلاقی زیور سے آراستہ کریں یورپ میں "پیورٹین" انقلاب کیوں آیا؟ یہ انقلاب اس لیے آیا کہ وہاں پر لوگ سست ہوگئے تھے، وہ محنت سے جی چرانے لگے تھے چنانچہ وہ انقلاب لوگوں کو محنت پر لگانے کے لیے لایا گیا لہٰذا میرے خیال میں علماء اور مشائخ کو سیاست سے دور رہنا چاہیے اور لوگوں کی اخلاقی تربیت کرنی چاہیے"۔

اس رپورٹ کے مطابق محترمہ بے نظیر بھٹو نے پاکستان کے موجودہ آئین کو بھی غیر موثر قرار دیا ہے اور رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ "نئے عمرانی معاہدہ" کی تفصیلات طے کرنے کے لیے پاکستان پیپلز پارٹی کی چھبیس کمیٹیاں مختلف موضوعات پر کام کر رہی ہیں جن کی رپورٹیں سامنے آنے پر "نیو سوشل کنٹریکٹ" کے مکمل خاکہ کا اعلان کیا جائے گا۔

اگرچہ اصولی طور پر محترمہ بے نظیر بھٹو کی اس تجویز پر ان کی قائم کردہ ۲۶ کمیٹیوں کی رپورٹ سامنے آنے کے بعد ہی تفصیلی اظہار خیال ہونا چاہیے اور انشاء اللہ العزیز "الشریعہ" اس سلسلہ میں اپنا فرض ضرور ادا کرے گا لیکن ہمارے خیال میں پی۔ پی۔ پی کی سربراہ نے مذکوہ بالا انٹرویو میں جو کچھ کہا ہے اس کے بعد مزید تفصیلات کے انتظار کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ انہوں نے کوئی نئی بات نہیں کی بلکہ "عمرانی معاہدہ" "یورپی انقلاب" اور "پیورٹین" کی اصطلاحات میں بات کہہ کر اور علماء مشائخ کو سیاست سے دور رہنے کا مشورہ دے کر وہ سب کچھ کہہ دیا ہے جسے وہ اپنے مجوزہ "سماجی انقلاب" کی بنیاد بنانا چاہتی ہیں۔

"عمرانی معاہدہ" کی اصطلاح سب سے پہلے اٹھارویں صدی کے وسط میں مغربی مفکر "روسو" نے استعمال کی تھی اور اس عنوان پر ایک کتاب لکھی تھی جو یورپ کے انقلاب کی فکری بنیاد بنی اور "دی ورلڈ

بک انسائیکلوپیڈیا" کے مطابق "پیورٹین" کی اصطلاح ان لوگوں کے لیے استعمال کی گئی جو انسانی زندگی کے اجتماعی نظام سے مذہب کی لاتعلقی اور چرچ اور پادریوں کے کردار کو اخلاقی اصلاح تک محدود رکھنے کے قائل تھے اور جو بالآخر ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے اس پس منظر میں یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو "سماجی انقلاب" کے نام پر پاکستان کے معاشرہ کو اسی یورپی انقلاب سے روشناس کرانا چاہتی ہیں جس میں مذہب اور مذہبی راہنماؤں کے کردار کو عبادت گاہوں تک محدود کر دیا گیا تھا اور سیاست کو مذہبی راہ نماؤں کے لیے شجر ممنوعہ قرار دے دیا گیا تھا اور وہ ملک کے موجودہ دستور سے بھی اسی لیے پیچھا چھڑانا چاہتی ہیں کہ اس دستور میں بعض تضادات اور ابہامات کے باوجود ملک کی اسلامی نظریاتی بنیاد کو اس قدر مستحکم کر دیا گیا ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی "پیورٹین انقلاب" کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو اس بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں اور پاکستان کے علماء کو اٹھاروں صدی کے یورپی پادریوں پر قیاس کرتے وقت تاریخی حقائق ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئے ہیں انہیں شاید یاد نہیں رہا کہ۔

" پاکستان میں اسلام کی بالا دستی اور شریعت کے عملی نفاذ کی جنگ لڑنے والے علماء قربانیوں اور جدوجہد کا ایک طویل ماضی رکھتے ہیں، انہوں نے یورپ کے پادری کی طرح اقتدار اور ظلم کی قوت کا ساتھی بننے کی بجائے استعمار کے خلاف آزادی کی صبرا زما جنگ لڑی ہے، اور وہ اٹھارویں صدی کے یورپی پادری کی طرح آنکھیں بند رکھنے کی بجائے نئے حقائق کے ادراک اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی اجتہادی صلاحیت سے پوری طرح بہرہ ور ہیں اور کسی لمبی چوڑی تفصیل کی بجائے محترمہ بے نظیر بھٹو کے لیے شاید یہی ایک حوالہ کافی ہو کہ جب سندھ کے ایک بہت بڑے پیر طریقت حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ راشدیؒ پیر صاحب آف پگارا شریف برطانوی استعمار کے خلاف آزادی کی جنگ میں مسلح کردار ادا کرنے پر تختہ دار پر لٹک رہے تھے تو محترمہ موصوفہ کے دادا مرحوم میر شاہنواز بھٹو اسی مقدمہ میں سرکاری گواہ کے طور پر تاریخ میں اپنا کردار ریکارڈ کرا چکے تھے"۔

اس لیے ہم محترمہ بے نظیر بھٹو سے بصد احترام یہ گزارش کریں گے کہ پاکستانی معاشرہ میں علماء کرام اور مشائخ عظام کا کردار طے کرنے کے لیے انہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں یہ کردار صدیوں سے طے ہے اور تاریخ کے صفحات پر ہزاروں علماء و مشائخ کے مقدس خون کے ساتھ تحریر ہوچکا ہے، یہ کردار استعماری نظام کے خاتمہ، لادینیت کے بیخ کنی اور شریعت اسلامیہ کے مکمل نفاذ کی صبر آزما اور جانگسل جدوجہد سے عبارت ہے اس کردار سے علماء و مشائخ کو الگ کرنے میں برطانوی استعمار تو دو صدیوں میں کامیاب نہیں ہو سکا اب اس کا جانشین "امریکی استعمار" اور اس کے حواری اگر اس "شغل" میں دل چسپی رکھتے ہیں تو وہ بھی اپنا شوق پورا کرلیں انہیں بھی بہت جلد اندازہ ہو جائے گا کہ "حقائق" سے پنجہ آزمائی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔